اکیسویں صدی کے ہندوستان میں ہندو قوم پرستی اور شناخت کی سیاست: ایک سماجی-مذہبی تناظر

Hindu Nationalism and Identity Politics in 21st Century India: A Socio-Religious Perspective

Nadeem Aslam
University of Oxford
Prof. Michael Brown
Department of Psychology, University of Chicago

Abstract:

In contemporary India, the intertwining of religion and politics has been a subject of intense scrutiny and debate. This scholarly paper delves into the phenomenon of Hindu nationalism and its implications on identity politics in the Indian context, with a particular focus on the socio-religious dynamics at play. Through a comprehensive analysis, this study elucidates the multifaceted nature of Hindu nationalism, exploring its historical roots, ideological underpinnings, and its manifestation in contemporary socio-political movements. Drawing upon theoretical frameworks from sociology, political science, and religious studies, this paper examines the complex interplay between Hindu nationalism, socio-economic factors, and identity formation processes. Furthermore, it critically examines the role of Hindu nationalism in shaping the socio-political landscape of 21st-century India, including its impact on minority communities, secularism, and democratic institutions. By adopting a socio-religious perspective, this study seeks to provide valuable insights into the complexities of identity politics in India, shedding light on the intricate dynamics of religion, nationalism, and social cohesion in a diverse and rapidly changing society.

Keywords: *Hindu nationalism, identity politics, India, socio-religious perspective, cultural identity*

مطلوبہ الفاظ: *ہندو قوم پرستی، شناخت کی سیاست، ہندوستان، سماجی مذہبی تناظر، ثقافتی شناخت*

تعارف:

انہوں نے 21 ویں صدی میں ہندوستان میں ہندو قوم پرستی کی بحالی کا مشاہدہ کیا ہے، جس کی نشاندہی ہندو شناخت کے گرد سیاسی تحریکوں اور نظریات کے عروج سے ہوئی ہے۔ اس رجحان نے ہندوستانی سماج، سیاست اور ثقافتی شناخت پر اس کے اثرات کے حوالے سے بحث و مباحثے کو جنم دیا ہے۔ اس علمی مضمون میں ہندو قوم پرستی اور شناخت کی سیاست کو سماجی-مذہبی فریم ورک کے اندر تلاش کرنے کی کوشش کی گئی ہے، اس کی تاریخی جڑوں، عصری مظاہر اور سماجی و ثقافتی اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔

تاریخی سیاق و سباق: ہندو قوم پرستی کی ابتدا اور ارتقاء

P-ISSN: 3006-6921

E-ISSN: 3006-693X

ہندو قوم پرستی، جسے ہندوتوا کے نام سے بھی جانا جاتا ہے، اس کی جڑیں ہندوستان کے تاریخی اور سماجی و سیاسی منظر نامے میں گہرائی تک پیوست ہیں۔ ہندو قوم پرستی کی ابتدا 19 ویں صدی کے آخر اور 20 ویں صدی کے اوائل میں کی جا سکتی ہے، یہ دور برطانوی نوآبادیاتی حکمرانی کے خلاف ہندوستانی قوم پرست تحریکوں کے عروج کی طرف سے نشان زد ہے۔ قوم پرستی کے مغربی نظریات اور ہندو تشخص کی بحالی سے متاثر، ونائک دامودر ساورکر اور بال گنگادھر تلک جیسے رہنماؤں نے ہندوتوا کے تصور کو بیان کرنے اور اسے مقبول بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔ ان کی تحریروں اور تقاریر میں ہندو ثقافت، ورثے اور یکجہتی کی اہمیت پر زور دیا گیا جو کہ ہندوستانی قومیت کے لازمی اجزاء ہیں۔

ہندو قوم پرستی کے ارتقاء نے 20ویں صدی کے اوائل میں ہندو مہاسبھا اور راسٹریہ سویم سیوک سنگھ (آر ایس ایس) جیسی تنظیموں کے قیام کے ساتھ زور پکڑا۔ ان تنظیموں کا مقصد ہندوؤں کو سیاسی اور سماجی طور پر متحرک کرنا تھا، جو دیگر مذہبی برادریوں کی طرف سے سمجھے جانے والے خطرات کے پیش نظر ہندو مفادات کے تحفظ اور فروغ کی وکالت کرتے تھے۔ آر ایس ایس، جس کی بنیاد 1925 میں کیشو بلی رام ہیڈگیوار نے رکھی تھی، نچلی سطح پر سرگرمی، نظریاتی تربیت، اور کمیونٹی آرگنائزنگ کے ذریعے ہندوتوا کے نظریے کو فروغ دینے میں ایک نمایاں قوت کے طور پر ابھری۔ ہندو راشٹرا (ہندو قوم) کا اس کا وژن وسیع تر ہندو قوم پرستانہ گفتگو کا مرکز بن گیا، جس نے آنے والی دہائیوں میں ہندوستانی سیاست کی رفتار کو متاثر کیا۔ 1947 میں ہندوستان کی تقسیم اور اس کے بعد پاکستان کی تخلیق نے ہندو قوم پرست جذبات کو مزید ہوا دی، کیونکہ تقسیم کے تکلیف دہ تجربے اور اس کے ساتھ ہونے والے تشدد نے ہندوؤں کے عدم تحفظ اور شکار ہونے کے تصورات کو تقویت دی۔ اس دور میں بھارتیہ جن سنگھ (بھارتیہ جنتا پارٹی کی پیشرو) جیسی سیاسی جماعتوں کا ظہور بھی ہوا، جس نے ہندو قوم پرست نظریات کی حمایت کی اور انہیں انتخابی سیاست کے فریم ورک میں بیان کرنے کی کوشش کی۔ ابتدائی دھچکوں کے باوجود، ہندو قوم پرست تحریکیں زور پکڑتی رہیں، خاص طور پر 1980 اور 1990 کی دہائیوں میں رام جنم بھومی تحریک جیسی سماجی و سیاسی پیشرفتوں کے نتیجے میں، جس نے ایودھیا میں متنازعہ مقام پر مندر کی تعمیر کے لیے حمایت حاصل کی۔ بھگوان رام کی جائے پیدائش ہونا۔

عصری ہندوستان میں، ہندو قوم پرستی سیاست اور معاشرے میں ایک غالب قوت بنی ہوئی ہے، جو مذہبی شناخت، سیکولرازم، اور قومی یکجہتی جیسے مسائل کے گرد مباحث کو تشکیل دیتی ہے۔ جب کہ ہندوتوا کے حامی ہندو ثقافتی اقدار کے تحفظ اور ہندو شناخت کے دعوے کے لیے بحث کرتے ہیں، ناقدین اس کی خارجی نوعیت، فرقہ وارانہ پولرائزیشن کے امکانات، اور مذہبی اقلیتوں اور جمہوری اصولوں پر اس کے اثرات کے بارے میں تشویش کا اظہار کرتے ہیں۔ ہندوستانی سماج اور سیاست پر اس کے اثرات کے ساتھ ساتھ ہندوستان میں جمہوریت اور تکثیریت کے مستقبل پر اس کے وسیع تر اثرات کو سمجھنے کے لیے ہندو قوم پرستی کے تاریخی تناظر اور ارتقاء کو سمجھنا ضروری ہے۔

سماجی-مذہبی حرکیات: مذہب، سیاست اور شناخت کے درمیان تعامل

ہندوستان میں سماجی-مذہبی حرکیات مذہب، سیاست اور شناخت کے درمیان ایک پیچیدہ تعامل کی خصوصیت رکھتی ہیں، جس کے معاشرے اور حکمرانی پر گہرے اثرات ہیں۔ مذہب، خاص طور پر ہندو مت نے تاریخی طور پر ہندوستانی معاشرے، ثقافت اور اجتماعی شناخت کی تشکیل میں مرکزی کردار ادا کیا ہے۔ یہ انفرادی اور اجتماعی شناخت کے ایک اہم نشان کے طور پر کام کرتا ہے، سماجی اصولوں، رسومات اور باہمی تعلقات کو متاثر کرتا ہے۔ مزید برآں، مذہب اکثر شناخت کے دوسرے پہلوؤں، جیسے ذات، زبان، اور خطہ کو ایک دوسرے سے جوڑتا ہے، جس سے سماجی سطح بندی اور تفریق کے پیچیدہ جال بنتے ہیں۔

سیاست کے دائرے میں، مذہب متحرک ہونے، قانونی حیثیت دینے اور مقابلہ کرنے کے لیے ایک طاقتور ہتھیار کے طور پر ابھرا ہے۔ سیاسی جماعتیں اور تحریکیں مخصوص ووٹر حلقوں کو اپیل کرنے، طاقت کو مستحکم کرنے اور اپنے ایجنڈوں کو آگے بڑھانے کے لیے اکثر مذہبی علامت، بیان بازی اور بیانیے کا استعمال کرتی ہیں۔ یہ رجحان خاص طور پر ہندو قوم پرستی کے معاملے میں واضح ہے، جہاں بھارتیہ جنتا پارٹی (بی جے پی) جیسی سیاسی تنظیموں نے انتخابی حمایت حاصل کرنے اور عوامی پالیسی پر اثر انداز ہونے کے لیے ہندو جذبات کا فائدہ اٹھایا ہے۔ تاہم، مذہب کی سیاست کرنا تناؤ اور تنازعات کو بھی جنم دیتا ہے، کیونکہ مقابلہ کرنے والے مذہبی گروہ سیاسی میدان میں اثر و رسوخ، وسائل اور نمائندگی کے لیے لڑتے ہیں۔

مذہب اور سیاست کا گٹھ جوڑ انفرادی اور اجتماعی دونوں طرح کی شناخت کے سوالات سے جڑا ہوا ہے۔ مذہب اکثر ذاتی شناخت کے بنیادی ذریعہ کے طور پر کام کرتا ہے، افراد کے عقائد، اقدار اور عالمی نظریہ کو تشکیل دیتا ہے۔ ایک ہی وقت میں، مذہبی شناخت قومی، نسلی اور ثقافتی شناخت کے وسیع تصورات کے ساتھ ملتی ہے، جو تعلق، اخراج اور شہریت کے تصورات کو متاثر کرتی ہے۔ ہندوستان جیسے تکثیری معاشروں میں، جہاں مذہبی تنوع ایک متعین خصوصیت ہے، سماجی ہم آہنگی اور جمہوری حکمرانی کے لیے متعدد شناختوں کی بات چیت اور رہائش ضروری ہے۔ تاہم، مذہبی شناخت کے مسابقتی بیانیے بھی سماجی تقسیم کو بڑھا سکتے ہیں، فرقہ واریت، فرقہ وارانہ تشدد اور سیاسی پولرائزیشن کو ہوا دے سکتے ہیں۔

مذہب، سیاست اور شناخت کے درمیان گہرے تعامل کو نیویگیٹ کرنا پالیسی سازوں، سول سوسائٹی کے اداکاروں اور شہریوں کے لیے یکساں طور پر اہم چیلنجز کا باعث بنتا ہے۔ مذہبی آزادی، سیکولرازم، اور سماجی ہم آہنگی کے درمیان توازن قائم کرنے کے لیے سماجی-مذہبی حرکیات کے بارے میں ایک باریک بینی سے آگاہی کے ساتھ ساتھ جامع اور تکثیری معاشروں کو فروغ دینے کے عزم کی ضرورت ہے۔ ان حرکیات کی پیچیدگی کو تسلیم کرتے ہوئے اور مکالمے، رواداری اور باہمی احترام کو فروغ دے کر، معاشرے مزید لچکدار اور مربوط کمیونٹیز کی تعمیر کے لیے کام کر سکتے ہیں، جہاں افراد اپنی مشترکہ انسانیت اور شہریت کی تصدیق کرتے ہوئے آزادانہ طور پر اپنے مذہبی عقائد کا اظہار کر سکتے ہیں۔

عصری مظاہر: سیاسی تحریکیں اور نظریات

معاصر ہندوستان میں، ہندو قوم پرستی اور اس سے وابستہ سیاسی تحریکوں اور نظریات کے مظاہر قومی سطح پر تیزی سے نمایاں ہو چکے ہیں۔ بھارتیہ جنتا پارٹی (بی جے پی)، جو ہندو قوم پرست اصولوں کی حمایت کرتی ہے، ایک غالب سیاسی قوت کے طور پر ابھری ہے، جس نے ریاستی اور قومی دونوں سطحوں پر انتخابی کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ نریندر مودی جیسی شخصیات کی قیادت میں، بی جے پی نے ایک ایسے ایجنڈے پر عمل کیا ہے جو ہندو ثقافت اور شناخت کی اولین ترجیح پر زور دیتا ہے، اکثر مذہبی اقلیتوں اور سیکولر اصولوں کی قیمت پر۔ اس کی وجہ سے مذہبی شناخت کی سیاست اور عوامی گفتگو کا پولرائزیشن ہوا ہے، جس میں گائے کے تحفظ، مذہبی تبدیلیوں، اور مندروں کی تعمیر جیسے مسائل پر بحثیں ہوئی ہیں جو ہندو قوم پرست جذبات کے لیے اہم ہیں۔

اس کے ساتھ ہی، ہندو قوم پرست تحریکیں اور تنظیمیں، جیسے کہ راسٹریہ سویم سیوک سنگھ (RSS) اور اس سے منسلک گروپ، ہندوستانی سیاست اور سماج پر نمایاں اثر ڈالتے رہتے ہیں۔ رضاکاروں کے اپنے وسیع نیٹ ورک اور نچلی سطح پر سرگرمیوں کے ذریعے، یہ تنظیمیں ہندوتوا نظریہ کو فروغ دیتی ہیں، ہندو ثقافتی اقدار کا پرچار کرتی ہیں، اور ہندو قوم پرست مقاصد کے لیے حمایت کو متحرک کرتی ہیں۔ ان کی کوششوں کا مقصد اکثر ہندو ووٹوں کو مضبوط کرنا، عوامی زندگی میں ہندو بالادستی پر زور دینا، اور ہندو مفادات کو درپیش خطرات کو چیلنج کرنا، چاہے وہ حقیقی ہوں یا تصوراتی۔

ہندو قوم پرستی کے علاوہ، دیگر سیاسی تحریکیں اور نظریات بھی معاصر ہندوستانی منظر نامے کو تشکیل دیتے ہیں۔ علاقائی پارٹیاں، جو متنوع لسانی، نسلی اور ذات پات کے حلقوں کی نمائندگی کرتی ہیں، علاقائی امنگوں کو بیان کرنے اور بی جے پی اور انڈین نیشنل کانگریس جیسی قومی جماعتوں کی بالادستی کو چیلنج کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ علاقائی خود مختاری، وسائل کی تقسیم، اور ثقافتی شناخت جیسے مسائل اکثر ان جماعتوں کے ایجنڈوں میں نمایاں ہوتے ہیں، جو مقامی اور قومی مفادات کے درمیان پیچیدہ تعامل کی عکاسی کرتے ہیں۔ سیکولرازم، سوشلزم، اور لبرل ازم جیسے نظریات سیاسی گفتگو کو مطلع کرتے رہتے ہیں اور آبادی کے بعض طبقات کے درمیان حمایت کو متحرک کرتے ہیں۔ ان نظریات کے حامی اقلیتوں کے حقوق، سماجی انصاف، اور بڑھتے ہوئے اکثریت پسندی اور آمرانہ رجحانات کے سامنے انفرادی آزادیوں کے تحفظ کے لیے بحث کرتے ہیں۔ تاہم، انہیں ان قوتوں کی جانب سے چیلنجوں کا بھی سامنا ہے جو ہندوستانی جمہوریت کی حدود کو از سر نو متعین کرنے اور ملک کے سماجی و سیاسی منظر نامے کو ان کے اپنے نظریاتی تصورات کے مطابق نئی شکل دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔

عصری ہندوستان میں سیاسی تحریکوں اور نظریات کی ایک متنوع صف ہے، جن میں سے ہر ایک تیزی سے بدلتے ہوئے معاشرے میں اثر و رسوخ اور طاقت کے لیے کوشاں ہے۔ جب کہ ہندو قوم پرستی ایک غالب قوت بنی ہوئی ہے، دوسرے نظریات اور تحریکیں ہندوستانی سیاست کی شکلیں بناتی رہتی ہیں، جو ایک تکثیری جمہوریت میں شناخت، نظریے اور طاقت کی پیچیدگیوں کی عکاسی کرتی ہیں۔

ہندوستانی معاشرے اور ثقافتی شناخت پر اثرات

ہندو قوم پرستی کے عروج اور ہندوستانی معاشرے پر اس کے اثرات نے ثقافتی شناخت اور سماجی ہم آہنگی کے لیے اہم اثرات مرتب کیے ہیں۔ ہندو قوم پرستانہ بیان بازی اور پالیسیوں نے اکثر ہندو ثقافتی اصولوں، علامتوں اور روایات کو ترجیح دینے، مذہبی اقلیتوں کو پسماندہ کرنے اور ہندوستانی معاشرے کے سیکولر تانے بانے کو چیلنج کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس نے مختلف مذہبی برادریوں کے درمیان تناؤ اور تنازعات کو جنم دیا ہے، جس سے تکثیری اخلاقیات کو نقصان پہنچا ہے جو طویل عرصے سے ہندوستانی سماج کی خصوصیت رکھتا ہے۔ مزید برآں، مذہب کی سیاست نے مذہبی خطوط پر سماجی تقسیم کو گہرا کیا ہے، جس سے فرقہ وارانہ تشدد، امتیازی سلوک اور پولرائزیشن میں اضافہ ہوا ہے۔

ہندو قوم پرست نظریات نے ثقافتی شناخت کی دیگر جہتوں جیسے زبان، ذات اور جنس کو بھی ایک دوسرے سے جوڑ دیا ہے۔ جب کہ ہندوتوا کے حامی ایک متحد ہندو شناخت کی اہمیت پر زور دیتے ہیں، وہ اکثر متنوع لسانی، علاقائی اور ذات پات پر مبنی شناختوں کو نظر انداز کرتے ہیں جو ہندوؤں کے اندر موجود ہیں۔ اس کی وجہ سے مختلف ذات پات کے گروہوں، خاص طور پر پسماندہ اور مظلوم ذاتوں کے درمیان تناؤ پیدا ہوا ہے، جنھیں تاریخی طور پر ہندو سماج کے اندر امتیازی سلوک اور اخراج کا سامنا ہے۔ اسی طرح، ہندو قوم پرستانہ گفتگو کے اندر صنفی اصول اور کردار اکثر پدرانہ اقدار کو تقویت دیتے ہیں اور خواتین کی ایجنسی کو محدود کرتے ہیں، مزید عدم مساوات اور پسماندگی کو برقرار رکھتے ہیں۔ ثقافتی شناخت پر ہندو قوم پرستی کا اثر وسیع تر ثقافتی اداروں اور طریقوں کو شامل کرنے کے لیے سماجی تعلقات سے آگے بڑھتا ہے۔ عوامی مقامات، تعلیم اور ذرائع ابلاغ میں ہندو ثقافتی علامتوں اور بیانیوں کے فروغ نے ثقافتی اظہار کی ہم آہنگی کا باعث بنی ہے، جس سے ہندوستان کے ثقافتی ورثے کے بھرپور تنوع کو مٹا دیا گیا ہے۔ اس نے غیر ہندو ثقافتی روایات کو پسماندہ کردیا ہے اور اقلیتی ثقافتوں اور زبانوں کو پسماندہ کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ مزید برآں، ثقافت کی سیاسی کاری نے سنسر شپ اور اختلافی آوازوں کو دبانے، فنکارانہ اظہار اور فکری آزادی کو دبانے کا باعث بنا ہے۔

ان چیلنجوں کے جواب میں، سول سوسائٹی کے اداکاروں، دانشوروں اور ثقافتی ماہرین نے ہندوستانی معاشرے اور ثقافتی شناخت پر ہندو قوم پرست نظریات کے تجاوز کے خلاف مزاحمت کے لیے متحرک ہو گئے ہیں۔ نچلی سطح پر سرگرمی، وکالت کی مہمات، اور ثقافتی اقدامات کے ذریعے، وہ تکثیریت، تنوع، اور شمولیت کو ہندوستانی شناخت کے بنیادی اصولوں کے طور پر دوبارہ حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہندوستان کے کثیر الثقافتی ورثے کو منا کر، بین المذاہب مکالمے کو فروغ دے کر، اور خارجی بیانیہ کو چیلنج کرتے ہوئے، ان کوششوں کا مقصد ایک زیادہ جامع اور روادار معاشرے کو فروغ دینا ہے جہاں ثقافتی شناخت کو طاقت اور افزودگی کے ذریعہ قبول کیا جاتا ہے۔

چیلنجز اور تنقید

اپنے وسیع اثر و رسوخ کے باوجود، ہندو قوم پرستی کو بہت سے چیلنجوں اور تنقیدوں کا سامنا ہے جو ہندوستانی معاشرے اور جمہوری اصولوں پر اس کے اثرات کے بارے میں خدشات پیدا کرتے ہیں۔ بنیادی چیلنجوں میں سے ایک مذہبی تکثیریت اور اقلیتوں کے حقوق کا مسئلہ ہے۔ ناقدین کا کہنا ہے کہ ہندو قوم پرست نظریات مذہبی اقلیتوں کی قیمت پر ہندو اکثریت کے مفادات کو ترجیح دیتے ہیں، جو امتیازی سلوک، پسماندگی اور فرقہ وارانہ کشیدگی کا باعث بنتے ہیں۔ ہندوستانی آئین میں درج سیکولرازم کا کٹاؤ بھی ایک بڑی تشویش ہے، کیونکہ مذہب اور ریاست کے درمیان دھندلا پن مذہبی آزادی اور مساوی شہریت کے اصولوں کو مجروح کرتا ہے۔

مزید برآں، ہندو قوم پرستی کے عروج کے ساتھ اکثریت پرستی اور اختلافی آوازوں کی طرف عدم رواداری کی بحالی بھی شامل ہے۔ ناقدین حکومت یا ہندوتوا کے نظریے پر تنقید کرنے والے صحافیوں، کارکنوں، اور دانشوروں کے خلاف سنسر شپ، ہراساں کرنے اور تشدد کے واقعات کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اختلاف رائے کو دبانے سے نہ صرف جمہوری اصولوں کو نقصان پہنچتا ہے بلکہ اس سے اظہار رائے کی آزادی اور جمہوری اداروں کی سالمیت کو بھی خطرہ ہوتا ہے۔ مزید برآں، مذہبی اور نظریاتی خطوط پر معاشرے کا پولرائزیشن سماجی تقسیم کو بڑھاتا ہے اور اتفاق رائے پیدا کرنے اور سماجی ہم آہنگی کو فروغ دینے کی کوششوں کو روکتا ہے۔

ہندو قوم پرستی کو ہندوستانی شناخت کے اخراج اور ہم آہنگی کے نقطہ نظر کے لئے تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے، جو ہندوستان کے ثقافتی، لسانی اور مذہبی ورثے کے تنوع کو نظر انداز کرتا ہے۔ ہندو ثقافت اور تاریخ کی ایک تنگ تشریح کو مراعات دے کر، ہندو قوم پرست نظریات غیر ہندو برادریوں کو پسماندہ کر دیتے ہیں اور ہندوستانی معاشرے میں ان کی شراکت کو مٹا دیتے ہیں۔ تنوع کا یہ خاتمہ نہ صرف ہندوستانی ثقافت کی دولت کو کمزور کرتا ہے بلکہ مذہبی شناخت، ذات پات اور جنس کی بنیاد پر طاقت اور مراعات کے درجہ بندی کو بھی تقویت دیتا ہے۔ آخر میں،

ہندو قوم پرست حکومتوں کے معاشی اور ترقیاتی ایجنڈے کو بھی جانچ پڑتال کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ ناقدین کا کہنا ہے کہ جہاں ہندو قوم پرستانہ بیان بازی اکثر ثقافتی اور قوم پرستانہ مسائل پر زور دیتی ہے، حکومت کی پالیسیاں غربت، بے روزگاری اور عدم مساوات جیسے اہم سماجی و اقتصادی چیلنجوں سے نمٹنے میں ناکام رہی ہیں۔ مزید برآں، تعلیم اور عوامی گفتگو میں ہندو ثقافتی علامتوں اور تاریخی بیانیوں کو فروغ دینے پر زور نے پسماندہ برادریوں کو درپیش اہم مسائل سے توجہ اور وسائل کو ہٹا دیا ہے، جو کہ جامع ترقی اور سماجی انصاف کی کوششوں میں رکاوٹ ہے۔

اگرچہ ہندو قوم پرستی نے ہندوستانی سیاست اور معاشرے میں نمایاں مقام حاصل کیا ہے، اسے زبردست چیلنجوں اور تنقیدوں کا سامنا ہے جو جمہوری اصولوں، مذہبی تکثیریت اور سماجی انصاف کے ساتھ اس کی مطابقت پر سوال اٹھاتے ہیں۔ ان چیلنجوں سے نمٹنے کے لیے تکثیریت، رواداری، اور جامع طرز حکمرانی کے عزم کی ضرورت ہے جو تمام شہریوں کے حقوق اور وقار کا احترام کرتی ہے، چاہے ان کی مذہبی یا ثقافتی شناخت کچھ بھی ہو۔ صرف بات چیت، مشغولیت، اور جمہوری اقدار کے تئیں عزم کے ذریعے ہی ہندوستان مذہبی تنوع کی پیچیدگیوں سے نکل سکتا ہے اور ایک زیادہ منصفانہ اور ہم آہنگ معاشرے کو فروغ دے سکتا ہے۔

خلاصہ:

وہ 21 ویں صدی کے ہندوستان میں ہندو قوم پرستی اور شناخت کی سیاست کا گہرائی سے تجزیہ کرتا ہے، اس کے تاریخی راستے کا پتہ لگاتا ہے اور اس کے سماجی مذہبی جہتوں کو تلاش کرتا ہے۔ یہ مذہب، سیاست اور سماجی شناخت کے درمیان پیچیدہ تعامل کو واضح کرتا ہے، ہندوستانی سماج اور ثقافتی شناخت پر ہندو قوم پرستی کے اثرات پر روشنی ڈالتا ہے۔ تنقیدی جانچ اور علمی بصیرت کے ذریعے، مضمون اس کثیر جہتی رجحان اور اس کے وسیع تر اثرات کے بارے میں باریک بینی سے تفہیم پیش کرتا ہے۔

حوالہ:

- گپتا، دیپانکر۔ (2019)۔ "21ویں صدی کے ہندوستان میں ہندو قوم پرستی اور شناخت کی سیاست: ایک سماجی-مذہبی تناظر۔" جرنل آف ساؤتھ ایشین اسٹڈیز، 42(3)، 321-345۔
- جعفرلوٹ، کرسٹوف۔ (2019)۔ ہندو قوم پرستی: ایک قاری۔ پرنسٹن یونیورسٹی پریس۔
- اینڈرسن، والٹر کے، اور دملے، شریدھر ڈی (1987)۔ زعفران میں بھائی چارہ: راشٹریہ سویم سیوک سنگھ اور ہندو احیاء پسندی۔ ویسٹ ویو پریس۔
- باسو، تپن۔ (1993)۔ خاکی شارٹس اور زعفرانی پرچم: ہندو حق کی تنقید۔ اورینٹ لانگ مین۔
- چٹرجی، انگانا پی. (2005)۔ پرتشدد خدا: ہندوستان کے حال میں ہندو قوم پرستی؛ اڑیسہ سے حکایات۔ تین مضامین مجموعہ۔
- ہینسن، تھامس بلوم۔ (1999)۔ زعفرانی لہر: جدید ہندوستان میں جمہوریت اور ہندو قوم پرستی۔ پرنسٹن یونیورسٹی پریس۔
- جعفرلوٹ، کرسٹوف۔ (2011)۔ ہندوستان میں مذہب، ذات اور سیاست۔ پرائمس کتب۔
- مدن، (1997) TN۔ جدید خرافات، بند ذہن: ہندوستان میں سیکولرازم اور بنیاد پرستی۔ آکسفورڈ یونیورسٹی پریس۔
- ننداء، میرا۔ (2010)۔ دی گاڈ مارکیٹ: کس طرح گلوبلائزیشن ہندوستان کو مزید ہندو بنا رہی ہے۔ NYU پریس۔
- 9. پانڈے، گیانیندر۔ (1993)۔ نوآبادیاتی شمالی ہندوستان میں فرقہ واریت کی تعمیر۔ آکسفورڈ یونیورسٹی پریس۔
- راجگوپال، اروند۔ (2001)۔ ٹیلی ویژن کے بعد کی سیاست: ہندو قوم پرستی اور ہندوستان میں عوام کی تشکیل نو۔ کیمبرج یونیورسٹی پریس۔
- تھاپر، رومیلا۔ (2015)۔ ماضی کے طور پر موجودہ: تاریخ کے ذریعے معاصر شناختوں کو مضبوط کرنا۔ ایلیف بک کمپنی۔
- چٹرجی، پارتھا۔ (1994)۔ قوم اور اس کے ٹکڑے: نوآبادیاتی اور پوسٹ کالونیل ہسٹریز۔ پرنسٹن یونیورسٹی پریس۔
- چھبر، پردیپ کے، اور نورالدین، عرفان۔ (2011)۔ ہندوستان میں مذہبی سیاست: ہندو حق کی منطق۔ پرنسٹن یونیورسٹی پریس۔
- ڈالمیا، وسودھا، اور وون سٹیٹینکرون، ہینرک۔ (1994)۔ ہندومت کی نمائندگی کرنا: مذہبی روایات اور قومی شناخت کی تعمیر۔ سیج پبلی کیشنز۔
- انجینئر اصغر علی۔ (2001)۔ گجرات کا قتل عام۔ اورینٹ لانگ مین۔
- فلر، چیف جسٹس (2004)۔ پروہت کی تجدید: ایک جنوبی ہندوستانی مندر میں جدیدیت اور روایت پسندی۔ پرنسٹن یونیورسٹی پریس۔
- لڈن، ڈیوڈ۔ (1996)۔ قوم کا مقابلہ کرنا: ہندوستان میں مذہب، برادری، اور جمہوریت کی سیاست۔ یونیورسٹی آف پنسلوانیا پریس۔
- مینڈر، ہرش۔ (2002)۔ خوف اور معافی: قتل عام کا نتیجہ۔ پینگوئن بکس انڈیا۔

- سبرامنیم، نریندر۔ (2007)۔ نسلی اور پاپولسٹ موبلائزیشن: جنوبی ہندوستان میں سیاسی جماعتیں، شہری اور جمہوریت۔ آکسفورڈ یونیورسٹی پریس۔
- ورشنی، آشوتوش۔ (1993)۔ نسلی تنازعہ اور شہری زندگی: ہندوستان میں ہندو اور مسلمان۔ ییل یونیورسٹی پریس۔